

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (ے)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔اے ۱۲ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ٹی ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔اے۔ ایمپرس روڈ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۵ نومبر ۱۹۲۶ء	نمبر ۴۵

نظم

مقصدِ حیات

غنچے ہیں یا رب گلستاں میں چٹکنے کے لئے — عندلیبِ خوشنوا گل پر چہکنے کے لئے

دن کو تا روشن کرے خورشید خاور یوں بنا — اور ستارے ظلمتِ شب میں چمکنے کے لئے

لہلہانے کو بنا ہے سبزہ زارِ دشت و کوہ — موتیوں نے آب پائی ہے دمکنے کے لئے

تازگی باغِ عالم کو بخشی بادِ بہار — غنچۂ نازک سدا بو سے مہکنے کے لئے

چشمِ فتنہ ساز نے پائی ادائے دلبری — روئے تاباں پر نہیں زلفیں لٹکنے کے لئے

بے تدرو خوشنوا کو مادے ماہرو ملا — اور شانے کو ملے گیسو اٹکنے کے لئے

دامنِ گلچیں کو گلہائے گوناگوں ملے — اور نزاکت شاخ نے پائی لچکنے کے لئے

پر دلِ صادق بنا کیوں یاس و حرماں کے لئے — دردِ حسرت کے لئے اور داغِ ہجراں کے لئے

صادق

بچوں کے واسطے

عطا ہو بھیک درشن مسیح جی میں بھکاری ہوں — تمنا ہو مری پوری مسیح جی میں بھکاری ہوں

پلا دو جام جوگی کو نہ تڑپاؤ بروگی کو — تمہیں کو ڈھونڈنے کے ساتھ مسیح جی بھکاری ہوں

جنوں ہے آپڑی بپتا نہیں ہے کوئی کیونکر یا — تمہیں ہو اس کے بس اے مسیح جی میں بھکاری ہوں

کہاں پر ڈھونڈنے جوگی یہ کہاں جائے بروگی یہ — لگی ہے آس درشن کی مسیح جی میں بھکاری ہوں

جو بھولا ہے تو تم پیارے تو میرے آنکھ کے تارے — نظر ہو مجھ پہ الفت کی مسیح جی میں بھکاری ہوں

پلا دو جام الفت کا گھٹے سب بھید دکھ کا — بجھا دو اب لگی دل کی مسیح جی میں بھکاری ہوں

بس تنگ آیا ہوں جینے سے غمِ فرقت کی شدت سے — مٹا دو بیکلی دل کی مسیح جی میں بھکاری ہوں

شفا امراضِ عصیاں کے عطا ہو دستِ غفراں سے — کرو سب دور بیماری مسیح جی میں بھکاری ہوں

رسا پر ہو نظر تیری کہ جس سے اسکو ہو سیری — یہی اک آرزو میری مسیح جی میں بھکاری ہوں

رسا بریلوی

مسیحیت کی تجدید

اور

تاریخِ کلیسیائے ہند کا ایک ورق

گذشتہ سے پیوستہ

لیکن ڈی نوبلی کے تبلیغی طریقوں میں بعض خامیاں بھی تھیں جنکے باعث آخرکار حقیقی مسیحیت میں تنزل آگیا۔ مثلاً ابتدا ہی سے ڈی نوبلی نے کہا تھا کہ "وہ فرنگی نہیں ہے بلکہ فرنگی" بُری صفت سے موصوف خیال کئے جاتے تھے۔ لیکن درحقیقت لفظ فرنگی کا مطلب یورپ کا باشندہ تھا۔ اور چونکہ ہندوستانیوں کا بدقسمتی سے بدترین پرتگیزی مسیحیوں سے سابقہ پڑا تھا۔ لہٰذا اُن کے زعم میں ہر "فرنگی" بدترین انسان تھا۔ اگرچہ ڈی نوبلی میں وہ بری عادتیں نہیں پائی جاتی تھیں جو پرتگیزوں میں تھیں تاہم وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں فرنگی نہیں ہوں۔ اور یہی باعث تھا کہ اس کو ہر وقت اس بات کا خدشہ دامنگیر رہتا تھا کہ اُس کے فرنگی ہونے پر شور نہ مچ جائے۔ مناسب تو یہ تھا کہ وہ دلیری سے کہتا کہ میں فرنگی ہوں۔ لیکن "فرنگی" باتیں مجھ میں نہیں ہیں اور یہ دعویٰ اسکی زندگی سے ثابت ہو سکتا تھا۔

ایک پردیسی مبلغ ہندوستانی رسوم کو اختیار کر کے ہندوستان کے ساتھ اپنی یگانگت اور محبت کا اظہار کر سکتا ہے۔ اور بعض حالات میں اُس کے لئے دیسی لباس پہننا بھی لوگوں کو مسیحیت کی طرف کھینچ لاتا ہے۔ لیکن جوگیانگ کے کپڑے پہننے اور ٹیکا لگانے اور جنیو پہننے اور

برہمن خام رکھنے اور ٹیکہ لگانے سے کوئی یورپ کا باشندہ برہمن نہیں بن سکتا۔ اپنی نسل اور قوم کو چھپانے کی خاطر دیسی پوشاک اور رسوم کو اختیار کر لینا تبلیغی کام میں سد راہ ہوتا ہے۔

بت پرستی کے متعلق۔ توہم پرستی کے خلاف یہ مبلغین جہاد کرتے ہے۔ لیکن جب وہی باتیں وہی رسوم اور وہی طریقے مسیح کا نام لیکر اختیار کئے جاتے تھے تو وہ فضل کے وسیلے خیال کئے جاتے تھے۔ ڈی نوبلی تسبیح کی، مالا کو جنیو کو ہندوستان کی رسوم کو مسیح کے نام سے برکت دیتا تھا لیکن اگر یہ پہلے توہم پرستی کا وسیلہ تھے تو قسیس کے برکت دینے کے بعد وہ فضل کا وسیلہ کس طرح بن سکتے تھے۔ ڈی نوبلی نے خود درخواست کی تھی کہ اُسے صلیبیں بت اور مالا اور دیگر ایسی اشیا بھیجی جائیں۔ کیا ان سے مسیحیت کی اشاعت ہو سکتی تھی؟

ڈی نوبلی کے طریقوں میں سب سے بڑی خامی ذات پات کا امتیاز تھی جسکو اس نے یہ خیال کر کے کہ اس کا تعلق مذہب کے ساتھ نہیں قائم رکھا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ذات پات کا تعلق معاشرتی زندگی کے ساتھ بھی ہے لیکن یہ خیال کہ اس کا تعلق مذہب سے بالکل نہیں غلط تھا۔ ان تبلیغی طریقوں نے مسیحیت کو ذات کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ لہذا مسیحیت اس زمانہ میں جنوبی ہند کے مسیحیوں کو ترقی نہ دے سکی۔ اگر اس اہم غلطی کو اب رومی کلیسیا میں ذات کے وجود کے ساتھ ہم جائز بھی خیال کر لیتے اگر اس سے ڈی نوبلی کی امیدیں بر آتیں۔ اور اگر اونچی ذات والے لوگ نیچی ذاتوں سمیت کلیسیا میں داخل ہو کر اس اصول کو مد نظر رکھتے کہ وہ سب ایک آسمانی باپ کے فرزند ہیں جن کے حقوق مساوی ہیں اور یوں ذات پات کے امتیازات توڑ دیئے جاتے جو ہندوستان کو رہے کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ لیکن تجربہ ہم کو کچھ اور ہی سکھاتا ہے۔ ڈیڑھ سو سال تک مبلغین یکے بعد دیگرے ہندوستانی مسیحیوں میں کام کرتے رہے لیکن نیچی ذاتوں کے لوگ کلیسیا میں جوق درجوق داخل ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible] مختلف ذاتوں

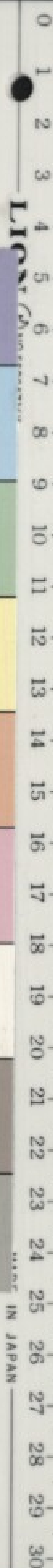
کے مسیحی ایک دوسرے سے خلط ملط ہوئے۔" پس مسیحی کلیسیا میں ذات کا وجود نہ تو اصولی پہلو سے اور نہ ہی عملی پہلو سے صحیح تھا۔

گر دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حق تو یہ ہے کہ ان تبلیغی مساعی کا انجام خود ایسے تبلیغی طریقوں کی بہترین تنقید تھا۔ جوں جوں عرصہ گذرتا گیا مسیحی کلیسیا میں ہندو رسوم زیادہ تعداد میں داخل ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ بالآخر مسیحیت کا ان میں نام ہی رہ گیا۔ ذات کی قیود پر بڑی سختی سے عمل کیا گیا۔ اچھوت مسیحیوں کے لئے اچھوت مسیحی کارندے اور اونچی ذات کے مسیحیوں کے لئے برہمن گرو ہوتے تھے۔ ان کے عبادت خانے مختلف ہوتے۔ تہواروں کے روز بڑی شان و شوکت سے جلوس نکلتے اور ایسے جلوسوں اور ہندوؤں کے جلوسوں میں فرق صرف اتنا ہوتا کہ دیوتاؤں کے بتوں کی جگہ مقدسہ مریم کے بت جلوس میں نکلتے تھے۔ نیم برہنہ ناچنے والیاں جلوس کے ساتھ ہوتیں اور ڈھول بجتے اور نرسنگے پھونکے جاتے اور رسوم کی ترتیب ہندو رسوم کی طرح ہوتی۔ ہندوؤں کے تہواروں اور جلوسوں میں مسیحی شریک ہوتے۔ اور مسیحی ہندوؤں کے جلوسوں میں شریک ہوتے۔ ان کو ہندو مذہب اور مسیحیت میں فرق دکھائی نہ دیتا تھا۔ جس طرح ہندو اپنے بچوں کی شادیاں چھوٹی عمر میں کر دیتے تھے مسیحی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ نکاح کی ترتیب میں ہندو رسوم کا بہت دخل تھا۔ شادی شدہ عورات کی گردنوں میں ہندو دیوتاؤں کے بیہودہ اور شرمناک بت آویزاں ہوتے۔ بعد کے زمانہ میں انہی بتوں پر صلیب کھود دی جاتی تھی۔

ڈی نوبلی کے تبلیغی طریقوں کا ایسا انجام ہوا۔

انجمن عیسوی کے تبلیغی طریقوں کو رومی کلیسیا کے پوپ صاحب نے جائز قرار دیا تھا۔ لیکن جب روم پر ان طریقوں کا انجام ظاہر ہوا تو کلیسیا نے یہ طریقے مردود قرار دیئے۔ جس پر انجمن عیسوی اور کلیسیا کے مابین تقریباً ایک سو سال تک خط و کتابت اور جھگڑا جاری رہا۔ اٹھارہویں صدی کے شروع میں رومی کلیسیا کو ان باتوں کا کچھ کچھ پتہ ملنا شروع ہوا اور ۱۷۰۳ء میں کارڈینل ڈی تورنون کو جو ایک قابل اور لائق شخص تھا ان معاملات کی تفتیش کے لئے ہندوستان روانہ کیا گیا۔ اس نے انجمن عیسوی کے ساتھ ہمدردی ظاہر کر کے ساری باتوں کا پتہ لگا لیا اور سب امور کو تفصیل وار جان لیا۔ اس کے بعد اُس نے فیصلہ سنایا اور ان تبلیغی طریقوں کو مردود قرار دیا اور پوپ صاحب کے نام سے حکم دیا کہ ان بیہودہ اور شرمناک رسوم کو ترک کیا جائے۔ مبلغین ہندوستان میں اس فیصلہ پر عمل کرنے سے صاف انکار کر دیا اور یہ کوشش کی کہ روم میں جناب پوپ صاحب اس فیصلہ کو مردود قرار دیں یا کم از کم کچھ تبدیل کر دیں۔ کلیمنٹ یازدہم نے ان طریقوں کے خلاف استقفی فرمان یکے بعد دیگرے جاری کئے جن میں ان مبلغین کو گستاخ اور ضدی قرار دیا گیا۔ پوپ کلیمنٹ دوازدہم نے ان کو کہا کہ وہ سامریوں کی طرح ہیں جو خدا سے ڈرتے اور کھودی ہوئی مورتوں کی پرستش کرتے تھے۔ شدہ ہر قسیس سے یہ حلف لیتا تھا کہ وہ ان بیہودہ طریقوں کے ساتھ کچھ تعلق نہیں رکھینگے۔ قسیس حلف تو لے لیتے تھے لیکن پروا نہیں کرتے تھے۔ بالآخر ۱۷۴۱ء میں پوپ بینی ڈکٹ چہاردہم نے اپنا استقفی فرمان جاری کیا۔ جس میں انجمن عیسوی کے مبلغین کو اُس نے باغی، سرکش، نافرمان اور دوزخی قرار دیا۔ اور حکم دیا کہ اس کے فرمان کو ہندوستان میں ہر ایک جماعت کے روبرو پڑھا جائے۔ اور یوں طوعاً و کرہاً انجمن عیسوی کے مبلغین کو شکست ماننی پڑی اور جب ۱۷۵۹ء میں انجمن عیسوی کو پرتگال سے خارج کیا گیا تو اس کے مبلغین کی بھی جنگی تعداد ہندوستان میں روز بروز کم ہوتی جاتی تھی ہندی ساحلوں سے ملک بدر کر دیا۔ ان کے جانے سے رہی سہی مسیحیت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ ان کے جاتے ہی ہزاروں مسیحی جو پہلے ہی نام کے مسیحی تھے مرتد ہو گئے۔ اور جو باقی رہے اُن کی بابت مشہور پادری دوبوا نہایت ہولناک باتیں بتاتا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۱ کالم ۳)



نورافشان

مطبوعہ ۵ نومبر ۱۹۲۶ء

مسیحیت کی تجدید
اور
تاریخ کلیسیای ہند کا ایک ورق

ہم علامہ پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے کے دل سے مشکور ہیں کہ جنہوں نے مسیحیت کی تجدید پر کلیسیای ہند کی تاریخ کے ایک ورق کا دیدار کرایا اور ان غلط کاریوں سے آگاہ فرمایا جو مسیحیت کے مبلغ پیش کرتے تھے اور اُن مایوس کن نتائج سے آگاہ فرمایا جو غلط کار مبلغین کی محنتوں سے پیدا ہو کر پیدا ہو گئے تھے۔ دل تو چاہتا نہیں کہ کلیسیای ہند کے ایک ورق کو ختم کیا جاتا۔ پر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مہینوں کی اشاعت کے بعد آخر کار کلیسیای ہند کی تاریخ کا ایک ورق جو دو چند ورقوں کا واحد مجموعہ تھا ختم ہو چکا۔ کیا ہم دوسرے ورق کا انتظار کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب دینا فخر قوم علامہ پادری برکت اللہ صاحب کے اختیار میں ہے۔ لیکن جو ورق ہم پڑھ چکے ہیں وہ مسیحیت کی تجدید کے لئے بجلی کے لیمپ کی سی روشنی رکھتا ہے۔ اگر دوسرا ورق کسی نہ کسی وجہ سے ہماری آنکھوں میں نہیں آیا تو بھی ہم اندھیرے میں نہیں رہے ہیں ذمہ دار اصحاب کو چاہئے کہ اب وہ مسیحیت کی تجدید میں کچھ سمجھ کر آگے قدم بڑھائیں۔

مسیحیوں سے خدا اور زمانہ کا مطالبہ

تمام ہند میں مشنری خدمات اور محنتوں کے نتائج حالت انتشار و افتراق میں موجود ہیں۔ بلاشک ان نتائج کو پیدا کرنے کے لئے ہزاروں قیمتی جانیں کام آ چکی ہیں۔ نیز لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور اب تک ہو رہا ہے مشنری صاحبان متواتر اپنی لگاتار مشقتوں سے نئے نتائج پیدا کرنے جا رہے ہیں مگر دراصل آگے دوڑ اور پیچھے چھوڑ والا معاملہ ہے۔ مشنری خدمات کے نتائج تمام ملک میں غیر محفوظ ہیں۔ وہ ریت کے ذروں کی طرح زمانہ کی سختیوں کی آندھیوں کے آگے شمال جنوب اور مشرق سے مغرب کے اطراف میں اُڑتے پھرتے ہیں۔ انہوں نے تاہنوز کوئی جماعتی صورت اختیار نہیں کی ہے۔ نہ انہیں کسی مسیحی جماعت کے زیر سایہ پناہ ملی ہے۔ وہ عیسائی تو ہیں پر اپنے ہی علم و اعتقاد کی بنا پر وہ زندہ بھی رہتے ہیں لیکن غیر مسیحی جماعتوں کے زیر اثر ہو کر کوئی مسیحی قوم یا جماعت اُنکی حفاظت و نگرانی ان معانی میں نہیں کرتی ہے کہ کسی مقامی جماعت کے حدود کے جملہ مسیحی اس جماعت کے مسیحی اثر کو محسوس کرتے ہوں وہ اُس کی ہستی کا احترام کرتے ہوں

بلاشک مشنری اور مبشر اور مسیحی مناد مقدور بھر اپنے اپنے علاقہ کے مسیحیوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ انہیں دینی تعلیم دیتے ہیں۔ اُن کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں۔ دراصل انہیں بزرگ ہستیوں کے سبب سے ہند کے منتشر اور بکھرے ہوئے مسیحی کچھ کچھ تسلی پاتے رہتے ہیں لیکن اُن کی ضروریات میں دین کے سوا دنیوی چیزیں بھی داخل ہیں۔ اُن کی بعض ضرورتیں ایسی بھی ہیں کہ اُنہیں مسیحیوں کی جماعت ہی پورا کر سکتی ہے۔ ایسی جماعتوں کا محکم و استوار قیام ہر ضلع اور قصبہ اور گاؤں اور صوبہ میں ہونا چاہئے۔ جن میں گرد و نواح کے جملہ مسیحی نہ صرف شامل ہوں بلکہ ان جماعتوں کی نگرانی و حفاظت کا فائدہ اُٹھا سکیں۔

اس بات میں کلام نہیں کہ ہر ایک مشن نے اپنے اپنے حدود میں ایسی جماعتوں کے قیام کا انتظام کیا ہوا ہے۔ کلیسیائیں قائم ہیں۔ پریسبٹریاں اور سنڈیں اور اسمبلی کے حلقے موجود ہیں۔ کلیسیائی نظام مکمل ہے۔ مگر یہ بات ہنوز دیکھنے کی ہے۔ کہ خداوند کا کام کتنا ہوتا ہے؟ اور جس قدر کام ہوتا ہے وہ ہماری ضرورتوں کو کہاں تک پورا کرتا ہے؟ اس نظام کے ماتحت جو مسیحی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں ان جماعتوں کے شرکا پر اُن کا کیا اثر ہے؟ بعد ازاں مقامی جماعتوں کا گرد و نواح کے مسیحیوں سے کیا رشتہ و تعلق ہے؟ وہ مقامی جماعتیں گرد و نواح کے مسیحیوں کے لئے کیا کام کرتی ہیں؟ اُن کا گرد و نواح کے مسیحیوں پر کیسا اثر ہے؟ اسکے سوا جو مقامی اور دیہاتی جماعتوں میں مسیحی خدمت گذار ہیں اُنکی خاص طور سے نگرانی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انہیں کی سرگرم خدمات پر ہماری مقامی اور دیہاتی جماعتوں کی ترقی منحصر ہے۔ ان کی خدمتی اور علمی استعداد کو ترقی پذیر ہونا چاہئے ان کے ہاتھوں میں ایسے وسائل موجود ہوں جن سے وہ اپنی اپنی خدمت میں مؤثر ہو سکیں۔ مخالفوں کے حملوں کو رد کر کے اپنی اور اپنی جماعت کی نگرانی کر سکیں۔ علاوہ ابھی کے مدارس کی تعلیم۔ میدان عمل کی تمام مشکلات کا حل تصور نہیں کی جا سکتی ہے۔ اس بات کا کون انکار کر سکتا ہے کہ ہندوستان کے میدان عمل میں مشکلات کے طوفان برپا ہیں جب تک مسیحی خدمت گذار مسیحی خدمت کے اعلیٰ ہتھیاروں سے مسلح نہ ہوں تب تک وہ آجکل ہرگز میدان عمل میں کامیاب و مؤثر نہیں ہو سکتے ہیں۔ پس ہمارے نظام کلیسیا میں بہت کچھ کرنے کو ہے۔ ذمہ دار اصحاب کو کمر ہمت باندھ کر وہ سب کچھ کرنا چاہئے جسکی ضرورت کا احساس بڑھتا جا رہا ہے ہم زمانہ سے کچھ کر کے اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں اور ان کو بچا سکتے ہیں جو ہماری نگرانی میں دیئے گئے ہیں۔

ہر شہر اور گاؤں میں مسیحیوں کی ضروریات بڑھتی جاتی ہیں۔ اُن کی مدافعت کا سامان گھٹتا جا رہا ہے۔ ذمہ دار مجالس کو اس کمی بیشی کا خیال کرنا چاہئے مسیحیوں کی کمی کو پورا کرنے والے اسباب و وسائل پیدا کرنے چاہئیں۔ جس بیمار کی بیماری بڑھتی اور صحت گھٹتی نظر آئے اگر اُس کا علاج معالجہ نہ ہو تو بیمار کا مرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر مسیحیوں کی دینی و دنیوی کمزوریاں۔ ان کی انفرادی اور خاندانی اور جماعتی کمتیاں ترقی پکڑتی رہیں اور اُن کو رفع کرنے والے اسباب گھٹتے چلے جائیں تو ایسی مسیحی جماعتیں اور خاندان اور افراد کتنے دن تک جی سکتے ہیں؟

اس میں شبہ نہیں کہ ہمیں لوگوں کو انجیل سنانا اور سکھانا چاہئے کیونکہ وہ ہر ایک بشر کی نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے پر ہر ایک مسیحی انجیل ہی سنکر اور

سیکھ کر دنیا میں نہیں جی سکتا۔ اسے انجیل کے ساتھ اپنی دنیوی زندگی کی ضروریات رفع کرنے کے لئے اور بہت کچھ سیکھنا ضروری ولابدی ہے۔ تاکہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی اور اپنی مسیحی جماعت کی جس کا وہ شریک ہے ضروریات رفع کرنے کے قابل ہو۔ پس ہماری مسیحی جماعتوں اور منتظم مجلسوں کو اس بات کا ضرور خیال کرنا ہے کہ ہمارے مسیحی افراد اور مسیحی خاندان ہمہ گدا نہ ہوں بلکہ وہ اپنی محنت اور مشقت سے اپنے کسب و ہنر سے روٹی پیدا کرنے والے ہوں اور با فراغت اپنی گذران کرنے والے ہوں تاکہ وہ جماعتی ضروریات میں کچھ زیادہ روپیہ دے سکیں۔ اور ٹوٹے اور خسارے کی صورت پیدا نہ ہو۔ ہیں حالات مافوق پر نظر ڈالتے ہوئے یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ ہماری منتظم مجالس اور مسیحی جماعتیں اپنے حلقہ و حدود میں عام دیہاتی مسیحیوں کی بہتری و بہبودی کے لئے کیا کام کر رہی ہیں اور جو کام کیا جا رہا ہے وہ کہاں تک مسیحیوں کی دینی و دنیوی بہبودی کا کفیل ہے۔

گذارش مافوق کا مدعا و مقصد اس قدر ہے کہ جس قدر مسیحی خدمت آج تک کی جا رہی ہے وہ ہمارے زمانہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ زمانہ اور خدا مسیحیوں سے زیادہ کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس لئے مسیحیوں کو باہم متحد ہو کر خداوند کے جلال کے لئے زیادہ کرنا چاہئے اگر ہم نے خدا اور زمانہ کا مطالبہ پورا نہ کیا تو ہماری گذشتہ خدمات کے نتائج خطرہ میں ہی رہینگے۔

قدرتی گھڑی

عالم مادی یا انتظام عالم ایک خدائی یا الٰہی گھڑی ہے جس کے عظیم و بے شمار پرزے زمین و ماہتاب۔ آفتاب و سیارے اور ستارے ہیں۔ جس طرح گھڑی کے پرزے چابی دینے سے اپنے اپنے محور پر اور اپنی اپنی جگہ پر حرکت کرتے ہوئے وقت کی معین و مطلوبہ رفتار کو ظاہر و باہر کرتے رہتے ہیں ویسے ہی قدرتی گھڑی کا ہر ایک پرزہ الٰہی چابی سے اپنے اپنے محور پر اور اپنی اپنی جگہ پر گھومتا رہتا ہے۔ اور وقت کی مقررہ و معینہ رفتار کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ عالم کی گھڑی کے پرزے گو بے شمار ہیں مگر قدرت و حکمت الٰہی نے اُن کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا تعلق و رشتہ قائم کیا ہے۔ جو اگرچہ غیر محسوس ہے پر تو بھی ہر ایک سیارہ اور ستارہ ایک دوسرے کے تعلق کے ساتھ گردش کرتا ہے۔ اُن کی گردش و حرکت ایسی ٹھیک اور درست ہوتی ہے کہ ابتدائے عالم سے آج تک اس میں ذرہ کا فرق بھی رونما نہیں ہوا ہے

جیسے ہماری جیبی گھڑیوں کے پرزے گھستے ہیں پرانے ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی قدرتی گھڑی کے بھی پرزے گھستے ہیں اور پرانے ہو جاتے ہیں لیکن تو بھی قدرتی گھڑی کا قائم میل بدستور قائم رہتا ہے۔ اس کے وقت میں فرق نہیں آتا جو پرزوں کی گھسن سے برادہ وغیرہ پیدا ہوتا ہے وہ ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ اس کا ایک ذرہ فنا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سے کوئی اور پرزہ تیار ہو جاتا ہے۔ آسمان کی فضا میں اب بھی ہزاروں پرزے اور تیار ہو رہے ہیں جنکو ہم دیکھ نہیں سکتے ہیں۔

قدرتی گھڑی کے پرزے بے شمار ہونے کے علاوہ اپنی مختلف جسامتوں میں عجیب اور ہماری پیمائش کے پیمانوں سے بڑے اور جسیم ہیں جنکا ہم صحیح صحیح پیمائش نہیں کر سکتے ہیں۔ گو وہ جملہ پرزے گول ہیں پر کسی واحد دھات کے ڈھلے ہوئے نہیں ہیں۔ اس کا ہر ایک پرزہ سینکڑوں قسم کی دھاتوں کا ایک ایک گولا ہے۔ جو ہماری زمین کی شکل ہے۔ اس کے ہر پرزہ میں ایسی زندگی پائی جاتی ہے جیسی ہماری زمین پر نمایاں ہے۔ ناظرین اس قدرتی گھڑی کی خوبصورتی اور بناوٹ پر غور کرو۔ اس کے فوائد کثیرہ پر سوچو۔ اُس کے بنانے والے کی عقل و فکر پر دھیان کرو۔ اُسکی عظمت و حشمت کا خیال کرو۔ اُسکی مرضی اور رضا کو ڈھونڈو۔ اس کا ادب بجا لاؤ۔ کیونکہ وہی ہماری پشت و پناہ ہے۔ وہی ہماری ہستی اور زندگی کا چشمہ ہے۔ جو جملہ عجائب و غرائب کا بانی ہے۔ اس کا ابد تک جلال ہو۔ آمین۔ زبور نویس اس گھڑی کو دیکھ کر فرماتا ہے کہ "آسمان خدا کا جلال بیان کرتے ہیں اور فضا اُسکی دستکاری دکھاتی ہے۔ ایک دن دوسرے دن سے باتیں کرتا ہے۔ ایک رات دوسری رات کو معرفت بخشتی ہے۔" تم اس گھڑی کی اور اس کے بنانے والے کی کیا تعریف کر سکتے ہو؟

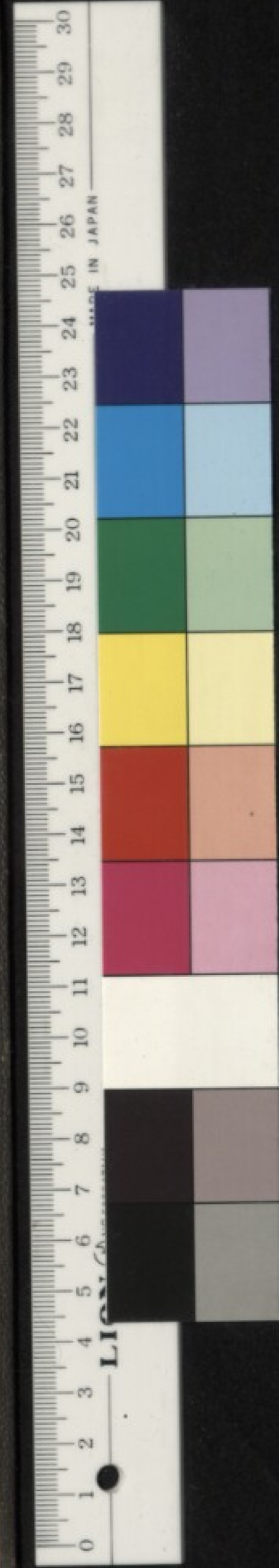
(ڈاکٹر آربن صاحب کے خیالات کی تفصیل)

شخصی پیالے

گذشتہ سے پیوستہ

شخصی پیالے اور کلام مقدس

عشائے ربانی کا بیان متی۔ مرقس اور لوقا تفصیل سے دیتے ہیں۔ یوحنا صرف اسکی اہمیت کی طرف ہی اشارہ کرتا ہے یوحنا ۱۳ باب ۲۰ آیت۔ تینوں انجیل نویس اپنے اپنے بیان کے شروع میں ہی بتا دیتے ہیں کہ عید فطیر کے دن تک فسح کی کوئی تیاری نہ کی گئی تھی۔ بلکہ شاگردوں کو پتا بھی نہ تھا کہ خداوند عید فسح کہاں کریگا۔ چنانچہ وہ صاف الفاظ میں یسوع سے پوچھتے ہیں کہ تو کہاں چاہتا ہے کہ ہم تیرے لئے فسح کھانے کی تیاری کریں؟ یسوع کا جواب ایک نئی بات کا انکشاف کرتا ہے۔ یعنی مکان اور جگہ کا انتظام یسوع نے پہلے ہی سے کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جب شاگرد خداوند کے حکم کے بموجب چلے گئے تو شہر میں آکر جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی پایا۔ ایک بڑا بالاخانہ آراستہ اور تیار دیکھا لیکن تس پر بھی تینوں انجیل نویس صاف صاف بتاتے ہیں کہ فسح شاگردوں نے ہی تیار کیا۔ پس آراستہ اور تیار کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ گھر کے مالک نے عیسیٰ کے واسطے فسح آراستہ اور تیار کیا ہوا تھا۔ آراستہ اور تیار کا مطلب انجیلوں سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان یسوع کی آمد کے واسطے تیار کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ اُس گھر کے مالک کا مہمان خانہ تھا۔ ممکن ہے کہ شاگردوں نے گھر کے مالک سے چند ضروری چیزیں لے لیں ہوں اور فسح خود تیار کیا ہو۔ وہ چند چیزیں کیا ہونگی۔ انجیلوں میں اس کا مطلق ذکر نہیں۔ لیکن یسوع کی سابقہ زندگی سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ جس شخص کو لومڑیوں کی سی بھی آرام نصیب نہیں ہوتا تھا اُس کی عادات بہت



ہی سادہ ہوگی اور شاگردوں کی تین سالہ پیروی نے اُنہیں اچھی طرح بتا دیا ہوگا کہ کون کونسی چیزیں درکار ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے بہت ضرور کی چیزیں ہی گھر کے مالک سے لی ہونگی۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع مسیح نے بھیجے ہیں اپنے وہ عزیز تند اور پیارے شاگرد تھے تو اور بھی یقین ہو جاتا ہے کہ فسح کی تیاری خداوند کی اپنی سادہ عادات کے مطابق ہی ہوگی۔ ہر اور بہت سامان اور شان و شوکت کو اس عید کے منانے میں دخل نہ دیا ہوگا۔

یہ تو۔۔ تیاری اور سامان کے بارے میں بات ہوئی لیکن جب وہ کھا ہی رہے تھے تو یسوع نے پیالہ لیا۔ متی مرقس اور لوقا تینوں انجیل نویس صرف ایک ہی پیالے کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات مندرجہ بالا سطور کو زیادہ محکم کر دیتی ہے کہ سامان بہت نہ تھا۔ لیکن اس سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ اور پیالے موجود نہ تھے۔ ممکن ہے کہ اور پیالے بھی ہوں۔ کیونکہ تیرہ آدمیوں کے واسطے ایک پیالہ کافی معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن مرقس کہتا ہے کہ وہ کھا ہی رہے تھے اور پھر اُس نے پیالہ لیکر شکر کیا اور اُنہیں دیا۔ وہ کھا ہی رہے تھے فسح کھا رہے تھے اور کچھ کھا بھی چکے ہونگے اُس وقت یسوع نے ایک پیالہ اُٹھایا اور شکر کیا یعنی ایک دفعہ تو جب دستور فسح کا کھانا شروع کرنے سے پہلے شکر کیا ہوگا۔ لیکن اب دوبارہ صرف ایک پیالے کو اُٹھاتا ہے اور شکر کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ دسترخوان پر اور بھی پیالے ہوں۔ لیکن دوبارہ شکر صرف ایک ہی پیالے پر ہوا۔ چنانچہ شاگردوں نے اس بات کو خوب سمجھ لیا۔ اسی واسطے اُن سبھوں نے اس میں سے پیا۔ لوقا یہ تو لکھتا ہے کہ پیالہ ایک ہی تھا لیکن ساتھ ہی وہ لکھ دیتا ہے کہ یسوع نے کہا کہ اسکو آپس میں بانٹ لو۔ لفظ "بانٹ" سے اکثروں نے یہ مطلب نکالا ہے کہ یسوع نے کہا تھا کہ تھوڑے تھوڑے کرکے اپنے پیالے میں ڈال لو۔ اس جگہ سوچنے کا مقام ہے کہ اول تو دیگر پیالوں کا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ صرف امکان ہے کہ اور پیالے بھی ہوں۔ دوسرا وہ فسح کھا ہی رہے تھے۔ اور اگر دوسرے پیالے تھے بھی تو جیسا یہ پیالہ پہلے ہی بھرا ہوا تھا وہ بھی کم و بیش بھرے ہونگے۔ چنانچہ "بانٹ" کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ شاگردوں نے اس پیالے میں سے تھوڑے کرکے اپنے اپنے پیالے میں ڈال لیا۔ کیونکہ اول تو جیسا یہ پیالہ بھرا ہوا تھا وہ بھی کم و بیش بھرے ہونگے۔ دوسرا وہ پیالے دوبارہ مقدس نہ کئے گئے تھے۔ اور نہ ہی اُن کے تھوڑے پر دوبارہ شکر کیا گیا تھا۔ چنانچہ شاگردوں نے یہ ہرگز گوارا نہ کیا کہ ایک بہتر چیز کو ایک ادنےٰ چیز سے ملائیں۔ یا ادنےٰ چیز میں ڈالیں۔ اسی واسطے مرقس بتاتا ہے کہ اُن سبھوں نے اس میں سے پیا۔ یہ نیا پیالہ ایک تبرک تھا۔ ایک نشان تھا جو اُنہیں اُس آقا سے ملا تھا جسکی خاطر اُنہوں نے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ اسی واسطے اُنہوں نے اس پیالے کو اپنے پیالوں سے (اگر اُن کے پاس اپنے پیالے تھے) بہتر جانا اور اُن سبھوں نے اُس میں سے پیا۔

غرض یہ ہے کہ انجیل شریف کا بیان عشاء ربانی کے بارے میں جہاں تک ہماری سمجھ کام کرتی ہے یہ بیان ہے کہ پہلی عشاء ربانی میں واحد پیالہ استعمال کیا گیا تھا۔ شخصی پیالے ہرگز کام میں نہ لائے گئے تھے۔ پس شخصی پیالوں کا شروع کرنا انجیل شریف کے مطابق نہیں ہے بلکہ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر اور پیالے تھے بھی تو اُن کا استعمال نہ ہوا۔ کلام مقدس میں صرف ایک ہی پیالے کا ذکر آیا ہے۔ اور عشاء ربانی کی رسم میں صرف ایک ہی پیالہ ہونا انجیل شریف کی تعلیم کے مطابق ہے۔ اور اس کا ماننا ہم پر لازم ہے۔

یشوعہ فضل الدین۔

دھلی ۲۷ اکتوبر۔ سکریٹری جمعیت العلما اعلان کرتے ہیں کہ جمعیت العلما نے عدم تعاون کا فتوےٰ واپس لیا ہے اور نہ اُس نے تعاون کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ اصل فتوےٰ میں کچھ تشریحات کا فیصلہ کیا ہے۔ سیاسی داران کونسل کو جمعیت العلما کے نام کے متعلق ووٹران میں غلط فہمی نہیں پھیلانی چاہئے۔ اور جمعیت کا نام استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

(رسندے ماترم)

لایل پور چرچ پمفلٹ

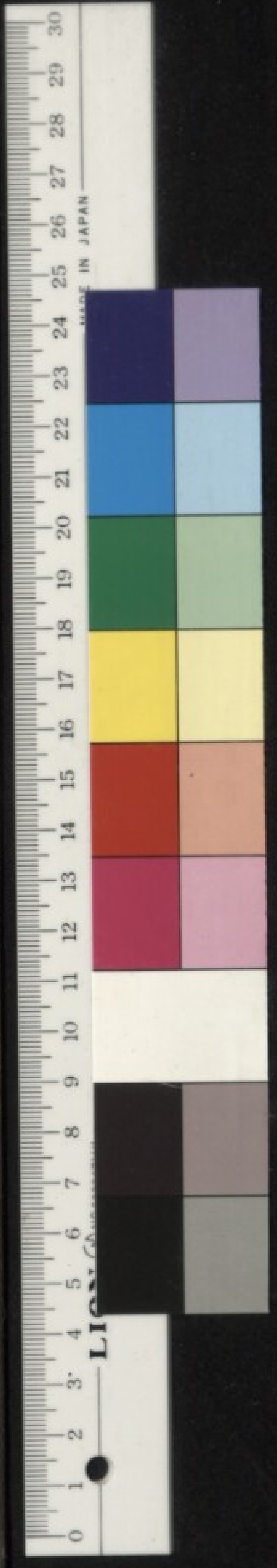
آدمیوں کے سامنے مسیح کا اقرار کرنا ہے

پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا۔ میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا اقرار کرونگا۔

اس سارے باب میں اس بڑی کشتی کا ذکر ہے۔ جو خداوند یسوع نے اپنے بارہ شاگردوں کو دی۔ لکھا ہے کہ اس نے اپنے شاگردوں میں بارہ کو چن لیا اور اُنہیں رسول کا خطاب اور عہدہ دے کر باہر بھیجا تاکہ ناپاک روحوں کو باہر نکالیں۔ بیماروں کو چنگا کریں۔ اور بادشاہت کی خوشخبری دیں۔ اور اس ڈر سے کہ کہیں اس خیال سے ہم ایک بادشاہت کے رسول ہیں۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ لوگ بہت آسانی سے فرشتے جانکر قبول کرینگے۔ اور ہمارے لئے سب کچھ آسان ہوگا۔ مسیح اُنہیں آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ یہ توقع نہ رکھیں۔ بلکہ برعکس اس کے وہ ہر مشکل کے لئے اُنہیں تیار کرنا چاہتا ہے۔ وہ اُنہیں بتاتا ہے کہ اُن کی مخالفت ہوگی اُنہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ بلکہ لوگ اُنہیں نقصان پہنچائینگے۔ اس سلسلہ میں خداوند اُنہیں بتاتا ہے۔ کہ اگر وہ اس حالت میں آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرینگے۔ تو میں بھی اپنے آسمانی باپ کے سامنے ان کا اقرار کرونگا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امن اور چین کے زمانے میں جبکہ حالات دگرگوں ہیں جب اس ملک میں مسیحی ہونے کے باعث ہمیں کوئی مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ نہ ہی کوئی دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ یہ آیت ہمارے لئے کیا پیغام رکھتی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ عموماً ہم اس آیت اور ایسی آیتوں کو جو کلام میں پائی جاتی ہیں۔ قبلاً شہیدوں کے لئے مخصوص کر دیتے اور سمجھتے ہیں کہ ایک عیسائی شخص کے لئے یہ کچھ معنے نہیں رکھتی ہیں۔ آج میرا مقصد ہے کہ میں بتاؤں کہ یہ میرے اور آپ کے لئے ایک خاص پیغام رکھتی ہے۔

رومیوں کے خط کے دسویں باب کی آیت میں



لکھا ہے کہ "راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہے۔ اور نجات کے لئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔" اس لئے نہایت ضروری ہے کہ مسیح کا اقرار آدمیوں کے سامنے کیا جائے۔ اب دیکھیں کہ ہم کس طرح مسیح کا اقرار آدمیوں کے سامنے کر سکتے ہیں۔

اوّل۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت میں فضل کے ظاہری وسائل کو استعمال کرنے کی تاکید ہے جب جب مسیحی لوگ جمع ہو کر ایک خاص صورت میں عبادت کرتے ہیں وہ ایک دوسرے کے سامنے اور دوسروں کے سامنے اس ایمان کا اقرار کرتے ہیں جو وہ مسیح پر رکھتے ہیں۔ وہ آدمیوں کے سامنے گویا مسیح کا اقرار کرتے ہیں۔ ایسی جماعتوں میں جہاں خدا کی حمد وستائش اور خصوصاً اُس کی عبادت ہوتی ہو حاضر رہنا۔ ایسے کام میں شریک ہونا جو عین مسیح کے مقصد کے موافق ہے خصوصاً بشارت کے کام میں حصہ لینا وغیرہ۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جن سے ہم مسیح کی اس محبت کا اظہار دوسروں کے سامنے کرتے ہیں جو ہم اس سے رکھتے ہیں۔ اس امن وچین کے زمانے میں یہ ہمارا اقرار ہے کہ ہم مسیح کے ہیں۔

دوم۔ مسیح کو سب سے اعلےٰ استاد اور راہنما ماننے سے اور اس کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی کو چلانے سے ہم مسیح کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص مسیح یسوع کی تعلیم اور اس کی تعلیم کے اعلےٰ مقاصد کو محض ذہنی طور پر جانتا ہے اور اپنی زندگی اُس کے مطابق نہیں کرتا۔ اُسکی زندگی میں کوئی گواہی نہیں ہے مسیح کا اقرار اس میں پایا جاتا ہے۔ مگر جب کبھی اور جہاں کہیں کسی دوسرے کو ہماری زندگی کو دیکھنے کا موقع ہو وہ زندگی مسیح کی ہو۔ لوگ یہی جانیں کہ اب میں نہیں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے۔ ہمارے ملک میں چند سال ہوئے ایک بڑی بھاری ملکی تحریک جاری ہوئی تھی۔ جس کے راہنما مہاتما گاندھی تھے۔ لیکن وہ تحریک رہ گئی۔ کیونکہ ہمارے لوگوں نے گاندھی کو قبول کیا۔ مگر اس کی تعلیم کو نہ مانا۔ لوگ گاندھی کی بڑی عزت کرتے تھے۔ جہاں کہیں جاتا تھا ہزاروں۔۔۔ ہزاروں۔۔ اُسکی سننے آتے تھے۔ مگر روزمرہ کی معمولی زندگی میں جب کبھی موقع بنتا تھا کہ وہ اس کی تعلیم پر عمل کریں رہ جاتے تھے۔ ایسا ہی حال دینی طور سے ایسے شخصوں کا ہے جو مسیح کو مانتے تو ہیں مگر جب ہر روز زندگی میں ایسا موقع پہنچتا ہے کہ وہ فیصلہ کریں تو وہ عموماً دنیا اور جسم کی راہنمائی کو قبول کرتے ہیں۔ یہ ایک طرح سے مسیح کا انکار کرنا ہے۔ اقرار اس میں پایا جاتا ہے کہ ہم عملی طور سے ہر حالت میں ثابت کریں کہ ہماری زندگی کا راہنما فقط مسیح ہے۔ اگر مجھ کو کسی نے ستایا ہے اور اب موقع ہے کہ میں مسیح کا اقرار کروں۔ اقرار اس میں ہے کہ میں مسیح کی مانند اسکو معاف کردوں۔ غرض چاہئے کہ ہم گھر میں ہوں یا باہر۔ اکیلے ہوں یا مجلس میں۔ ہمارا ایک ہی راہنما ہو اور وہ مسیح ہو۔

سوم۔ مسیح کو اپنی زندگی کا سب سے اعلےٰ مقصد بنانے سے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر میں فقط مسیح کے لئے جیتا ہوں تو لوگ فوراً پہچان لینگے اور میری زندگی کی گواہی سے مسیح کا اقرار ہوگا۔ پولس کے لئے جینا مسیح تھا۔ اور جہاں کہیں وہ جاتا تھا اسکی زندگی یہی گواہی دیتی تھی اور وہ مسیحی جو فقط مسیح کو نصب العین بناتا ہے اور اُس کے لئے زندگی بسر کرتا ہے۔ اُسی کے لئے اپنی ساری قوت اور دولت کو صرف کرتا ہو وہ مسیح کا اقرار کرتا ہے۔ پیارے ناظرین اگر مسیح آپ کی زندگی کا سب سے اعلےٰ مقصد ہو تو ضرور ہے کہ وہی آپ کی زندگی کا محرک ہو۔ ہر وقت اُس کی تحریک پر آپ کی زندگی چلے۔ ضرور ہے کہ آپ کی زندگی کے گہرے اور پوشیدہ مقاصد اور نیتوں کو وہ چھوئے اور انہیں اپنا کرے۔ تاکہ خودی۔ خود پسندی۔ خودغرضی۔ لالچ۔ حسد وغیرہ۔ جیسے محرک جو ایک نانجات یافتہ شخص کی زندگی کو چلاتے ہیں۔ آپ کی زندگی میں سے نکل جائیں اور ان کی بجائے نئے محرک لگ جائیں۔ یعنی مسیحی محبت۔ خیرخواہی ہمدردی کی سیرتی وغیرہ۔ تب آپ آدمیوں کے سامنے اُس کا اقرار کرسکینگے۔

اُسکی جزا یہ ہے کہ میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے۔ اُس کا اقرار کرونگا۔ یہ بڑی عزت کی بات ہے کہ خداوند یسوع مسیح سارے عالم کے سامنے اس بات کا اقرار کریگا۔ کہ فلاں میرا ہی ہمیں بڑی خوشی سامنے نظر آتی ہے۔ اور اگر ہم اپنی زندگی میں مسیح سے غافل رہیں اور اس کا اقرار ہر لمحہ نہ کریں تو آخر یہی ہوگا کہ وہ ہمارا انکار کریگا۔ وہ کہیگا کہ میں تمہیں نہیں جانتا اور اس سے بڑھ کر ہولناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ خدا خود جس نے ہمیں پیدا کیا۔ بلکہ پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے وہ جانتا تھا اور اب ہم سے کامل واقفیت رکھتا ہو یہ کہے کہ میں تجھے نہیں جانتا۔ بس چاہئے کہ ہم آدمیوں کے سامنے اُس کا اقرار کریں تاکہ وہ بھی آسمانی باپ کے سامنے ہمارا اقرار کرے۔

ذریعہ چند ماسٹر لائلپور

اصلاحِ نفس

مبارک ہے وہ بشر جو خدا اور اس کے بیٹے یسوع مسیح کی مجموعی آواز کا جواب دیتا ہے اور اپنی ضد پر قائم نہیں رہتا۔ کامیابی اس کے پینے کو ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے۔ اور اقبال اس کے استقبال کو دوڑی چلی آتی ہے۔ نجات اس کا ورثہ ہے اور آزادی اُس کا مال ہے۔ تاریکی اس کے پاس نہیں پھٹک سکتی ظلمت اس کے چہرے کی روشنی سے ہٹ جاتی ہے۔ اندھیرے اُس کے آگے سے دور ہو جاتے ہیں۔ وہ خدا کا مقبول ہے اور خدا اُسے پیار کرتا ہے۔ اس کا دل خدا کا مسکن ہے۔ اس کا سینہ محبت الٰہی کا جلوہ گاہ ہے۔

پس تم تاریکی کا پہلو اختیار نہ کرو۔ کیونکہ تاریکی وہاں ہوتی ہے جہاں نور نہ ہو۔ اور ظلمت کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ کیونکہ ظلمت کا قدم وہیں جمتا ہے جہاں روشنی نہ ہو۔ نور اور ظلمت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ پس ممکن ہی نہیں کہ خدا کی محبت اور شرارت نفس ایک جگہ ہو سکیں۔ اپنے نفوس کی اصلاح کرو ہر ایک بدی کو اپنے دل سے دور کرو دوسرا ایک



گناہ ۔ شرارت ۔ بددیانتی اور جھوٹ سے کنارہ کشی کرو ۔ اور ہر ایک سیاہ کاری سے متنفر ہو جاؤ کیونکہ کوئی اصلاح نفس کے بغیر خدا تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا ۔

بہت ہیں جو کہتے ہیں کہ کیوں خدا ہماری فریاد کا جواب نہیں دیتا ۔ کیوں ہمارے دلوں میں شکوک پیدا ہوتے ہیں ۔ تسکین ہمارے دلوں کو کیوں حاصل نہیں ہوتی ۔ وہ اپنے نفوس کو غور کر کے دیکھیں کہ کیا وہ اپنے ہر ایک کام میں خدا کی محبت کو مقدم رکھتے ہیں کیا جھوٹ بولنا ۔ رشوت لینا ۔ فریب و دغا کا استعمال انہوں نے ترک کر دیا ہے ۔ کیا راہ حق پر چلنے کی انہوں نے کوشش کی ہے ۔ آیا ان کے دلوں میں خداوند کریم کی اتنی بھی قدر ہے جتنی کہ ایک پولیس مین کی محسوس کرتے ہیں ۔ کیا جس قدر وہ تعزیرات ہند کے احکام پر عمل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں ۔ خدا تعالے کے کلام پر عمل کرنے کے لئے بھی اس قدر کوشش کرتے ہیں ۔ کیا اپنے بھائیوں کی ایذا رسانی سے وہ دست بردار ہو گئے ہیں ۔ اگر نہیں تو وہ دل جو گندہ ہے اس میں خدا کس طرح گھر کر سکتا ہے ۔ کیا لوگ اپنے مہمانوں کو غلیظ جگہ میں آنا پسند کرتے ہیں اور کیا یہ امر واقعی نہیں کہ جب کسی کے ہاں کوئی حاکم آتا ہے تو وہ اپنے گھر کو معمول سے زیادہ صاف اور دلہن کی طرح سجاتا ہے اور کوشش کرتا ہے ۔ کہ کوئی ناپاکی اس میں باقی نہ رہ جائے اور وہ اپنی رائے پر بھی کفایت نہیں کرتا بلکہ اپنے عزیز و اقربا کو دکھلاتا ہے کہ آیا صفائی میں کوئی دقیقہ باقی تو نہیں رہ گیا ۔ غور طلب بات ہے کہ وہ ان کے تسلی دینے پر بھی مطمئن نہیں ہوتا ہے جب تک کہ وہ حاکم جو آنے والا تھا اسے تسلی نہیں دیتا پھر کیا وجہ ہے کہ خدا کو اپنی زندگی میں بلانے والے ۔ ۔ ۔ کوئی تیاری نہیں کرتے اور کسی قسم کا حرج نہیں سمجھتے وہ خدا تعالے کو تو بلانا چاہتے ہیں کہ وہ ان کے دلوں میں گھر کرے ۔ ان کے سینوں کو منور کرے ۔ ان کی آنکھوں کو روشن کرے اور ان زبان کو پاک کرے ۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ وہ کس کے دل میں گھر کرے کس کے سینہ کو منور کرے ۔ کس کی آنکھ کو روشن کرے اور کس کی زبان کو پاک کرے وغیرہ ۔ کیا وہ اس دل میں اپنا جلوہ ظاہر کرے جو طرح طرح کی گندگی سے پر ہو اور ہزاروں گناہوں سے ملوث ہے ۔ کیا اس سینہ کو منور کرے جو خیالات بد کے اندھیرے بادلوں سے تاریک ہو رہا ہے ۔ اور لشکر شیطان کا جولانگاہ ہو ہاں وہ کس آنکھ کو روشن کرے ۔ اسے جو ان نظاروں کے دیکھنے میں خوش ہوتی اور سرور محسوس کرتی ہے جنکے دیکھنے سے خدا ناراض ہوتا ہے ۔ کیا خدا اس زبان کو برکت دے جو جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتی اور کفر کے کلمات بکتی ہے ۔ جو خود خدا کی تعریف و توصیف میں کبھی بھی استعمال نہیں کی جاتی ۔ کیا تم اس سے قائل ہو کہ خدا تعالیٰ کو اپنے دل میں جگہ دے سکو ۔ ہرگز نہیں ۔ کیونکہ پاک ناپاک جگہوں میں داخل نہیں ہوتے ۔ اور خداوند کریم بھی انہیں سے تعلق رکھتا ہے ۔ جو اپنے نفوس کی اصلاح کرتے ہیں ۔ پس اصلاح نفس میں لگ جاؤ کیونکہ اس کے بغیر تم کامیاب نہیں ہو سکتے ۔ ۔ ۔ اگر تم خدا کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرو گے تو ضرور کامیاب ہو جاؤ گے ۔

اے عزیزو ۔ ہر وقت خدا کا حکم مانو اور اس پر پورے دل سے چلنے کی کوشش کرو کیونکہ وہی سب کا خالق ۔ رازق اور محافظ ہے ۔ اور وہ اپنے بندوں کو دینی دنیوی برکتوں سے معمور کرتا ہے ۔ اس لئے حکم ماننا ہر صورتوں میں لازمی اور ضروری ہے ۔

خاکسار ۔ ایس ۔ ڈی سائنڈرز

ریوٹر کا نامہ نگار مقیم برلن راوی ہے کہ رور ہر سے کوئلہ کی برآمد میں کمی واقع ہو جانے کے سبب فرانس کے کارخانوں کو بڑی دقتیں پیش آ رہی ہیں ۔ ایک کارخانہ نے تو ایندھن کی قلت کے باعث بند ہونے کا اعلان کر دیا ہے ۔

کوپن ہیگن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ بلدیہ شہر گیس اور بجلی کو جمع کر رہی ہے ۔ اس نے اعلان کیا ہے کہ ڈنمارک چونکہ غیر ملکی ایندھن کا محتاج ہے ۔ اس لئے اسے بڑا خطرہ درپیش ہے ۔

(زمیندار ہفتہ وار)

مسیحی خدمت

قارئین کرام ۔ میں اپنی تعریف کرنا نہایت معیوب سمجھتا ہوں ۔ نیز بالفرض محال کوئی کار خیر ہو بھی گیا تو اس کا جتانا بھی عیب کبیرہ خیال کرتا ہوں ۔ کیونکہ سہ

دکھاتا جو کام اپنے ظاہر ہے
وہ دھوتا کمائی کو باہر ہے

مگر جناب بسا اوقات اپنے کاروبار بہتری و بہبودی کی خاطر بتانے پڑتے ہیں ۔ اور مصلحت بینی رانیست نکتہ چینی اس ذات خیر اندیش انسان کو فوراً یہ مصرعہ یاد آ جاتا ہے کہ

اگر خاموش بنشینم بترسم استخواں سوزند

آج احقر اسی مصرعہ کو پیش نظر رکھ کر قلم اٹھاتا ہے ۔ اور مسیحی خدمت کے متعلق کچھ عرض کیا چاہتا ہے ۔ واضح ہو کہ مسیحی خدمت ہمارا مقدم فرض ہے مسیح کا اظہار ہماری زندگی کی اعلیٰ غرض ہے ۔ مگر جو انسان خود پرست ہے ۔ بخیل ہے اہل بدی زبردست ہے ۔ مغرور ہے ۔ خدا سے دور ہے اور مسیح کی خدمت میں نامنظور ہے ۔

جو آدمی اپنی زندگی میں زندہ مسیح کو نہیں دکھاتا ہے ۔ وہ ایک مینڈک ہے جو ٹراتا ہے محض لوگوں کا سر کھاتا ہے ۔ اس کا منادی کرنا فضول ہے ۔ نیز جو شخص اپنے میں کمال کوشش کر کے ایمان پر نیکی اور نیکی پر معرفت اور معرفت پر پرہیزگاری اور پرہیزگاری پر صبر اور صبر پر دینداری اور دینداری پر برادرانہ الفت اور برادرانہ الفت پر محبت بڑھاتا ہے (۲ پطرس ۱: ۵-۸) اور اپنے آپ میں عجز و انکساری خوش اخلاقی و ملنساری ۔ نیکی و پرہیزگاری جیسے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ پاتا ہے ۔ وہ ایک پہلوان کا سا ہو کر خدا کا سچا پرستار ہے اور مسیح کو ایسا پہلوان ہی دکھاتا ہے مگر یہ تب ہی ہو سکتا ہے ۔ جب ہم اپنی ہستی کو اس کی ملکیت کر دیں ۔ اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیں ۔ اپنی خودی سے انکار کریں ۔ دل و جان سے اسے پیار کریں ۔ بلکہ جان تک اس پر نثار کریں ۔ کیونکہ اس نے ہماری خاطر سے تھوکوایا ٹھٹھے کروایا ۔ ماریں کھائیں اور لعنتی موت اٹھائی ہمارا بھی فرض ہے کہ ایسے وفادار سے وہ وفا کریں جو شاعر

کہتا ہے ؎

بنتے ہو وفادار وفا کرکے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

میں تو بہت مغرور تھا۔ بدمعاش تھا۔ عیاش تھا۔ تمام بد خصائل مجھ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کو میری بدی سے عداوت ہے اور مجھ سے محبت۔ کوشش پر اس نے میرے خوابیدہ روح کو بلایا۔ جگایا اور اپنے پاس بلایا مجھے ذرا اتنی جرأت نہ تھی کہ آنکھیں ملاتا۔ کیونکہ بد نگاہ نے آنکھیں نیچی کر دی تھیں۔ آخر آیا۔ تدبیر سوجھی سر کو جھکایا۔ اپنے گناہوں پر پچھتایا تو سچ مچ سے بقول کسے

تڑپ کے شان کریمی نے لیا بوسہ
کہا جو سر کو جھکا کر کہ گنہگار ہوں میں

خانہ دل کو دیکھا تو وہاں کبوتر فروشوں اور صرافی کی چوکیاں پڑی تھیں۔ وہ خود ہی غیرت میں آئے اور اسے صاف کر کے پاک کیا۔ اب وہ اس دل کے مقدس میں رہتے ہیں اور اسکو اپنا دلکش مسکن بناتے ہیں۔ اور خود ہی وہ اپنے حیرت انگیز کام کراتے ہیں۔ چنانچہ میں سرگودھا سے چک نمبر ۳۲ دوست ستار کو ملنے جا رہا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ مقام روانگی سے ۸ میل کے فاصلے پر۔۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درویش لنگ کر آرہا ہے۔ اور زبان حال سے بتا رہا ہے کہ ؎

نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن

میں اس کے پاس گیا۔ وہ مجھ کو دیکھ کر ڈر گیا۔ کیونکہ میں نے خاکی جوڑا اور کوٹ پہنا ہوا تھا۔ میں نے کہا بابا جی کیا بات ہے۔ مگر اسکی خاموشی نے بتا دیا کہ ؎

صورت ببیں حالم مپرس

دوبارہ کہا بابا بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا میں آپ کے کسی کام آسکتا ہوں۔ آخر اس نے قصہ غم سنایا کہ منڈیوں سے کل سے چلا ہوں کہ راستے میں کمبخت بخار نے دبا لیا۔ اور مجھے یہاں گرا دیا۔ سوائے خدا اور کس کی آس ہے۔ اگر کوئی روٹی پاس ہے تو براہ خدا عنایت کرتے جاؤ۔ مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ کوئی روٹی میرے پاس نہ تھی۔ میں نے کہا آپ نے کس چک میں جانا ہے۔ کہنے لگا چک ۳۴ میں۔ میں نے کہا اچھا آپ گھوڑے پر بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو منزل مقصود پر پہنچا دونگا۔ چک نمبر ۳۴ وہاں سے چھ میل تھا اور میرے مجوزہ راستے میں چار میل کے اضافے کا باعث تھا۔

جب میں نے اسکو گھوڑے پر سوار کیا تو میرے دل میں خیال اٹھا کہ فقیر اپنے دل میں ضرور کہیگا۔ کہ لڑکے نے کسی مراد کی خاطر یہ سلوک کیا ہے۔ میں نے اپنا سلسلہ کلام یوں شروع کیا۔

احقر۔ بابا جان خیال مت کرنا کہ میں نے کسی مراد کی خاطر آپ کو گھوڑے پر سوار کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مراد دینے والا تو وہ قاضی الحاجات ہے۔ جس نے مجھے بامراد کیا اور آپ کو نامراد۔ ہمدردی جو بنی نوع انسان میں ہے اور وہ محبت جو صابر ہے اور مہربان جو شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں۔ نازیبا کام نہیں کرتی اور اپنی بہتری نہیں چاہتی مجھے مجبور کرتی ہے کہ آپ کو گھوڑے پر بٹھاؤں اور آپ پیدل جاؤں۔

فقیر۔ آپ کے پاس گھوڑا ہے۔ اور اچھے کپڑے ہیں اس لئے اپنے آپ کو بامراد تصور کرتے ہو

احقر۔ نہیں بابا جی میں یسوع مسیح میں ہوں اور نیا مخلوق ہوں۔ میں نجات یافتہ ہوں۔ اس لئے اپنے آپ کو بامراد سمجھتا ہوں اور آپ چونکہ ہنوز ہلاکت میں ہیں۔ اس لئے آپ نامراد ہیں۔ فقیر کو معلوم ہوا کہ یہ عیسائی ہے تو اس نے مجھ پر گالیاں نکالنی شروع کر دیں کہ بڑے بے مہر ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں کتنے اس راستے سے گذرے تھے۔ کسی کے دل میں خدا کا خوف نہ آیا۔ جب اس نے اپنی زبان درازی کی تو میں نے کہا بابا جی گالی نہ نکالو۔ مگر وہ اس قدر روشن ضمیر تھا۔ کہ اُسے گالی محسوس بھی نہ ہوتی تھی۔ اور مجھے کہتا کہ میں تو کلمہ پڑھنے والوں کو نکالتا ہوں۔ باتوں باتوں میں چک نمبر ۳۴ آ گیا۔ میں نے انکو اس کے مریدوں کے گھر پہنچا دیا تو ان کو میری مہمان نوازی کا شوق گدگدایا اور اپنے پیر کے محسن کی خوب قدر کی۔ چار پائی دی۔ اپنے پاس بٹھایا۔ کھانا کھلایا۔ بعد از خورد و نوش میں نے کہا کہ اچھا آپ نے مجھے عمدہ کھانا کھلایا۔ میں آپ کو وہ کھانا بتاتا ہوں جو عاقبت میں کام آئیگا۔ اور وہ یہ کہ مسیح ہی زندگی کی روٹی ہے۔ جو اس سے کھائیگا کبھی بھوکا نہ ہوگا۔ بوقت شام بعید اصرار انہوں نے مجھے رخصت کیا۔ ادھر کہ جب کبھی آپ چک نمبر ۳۴ آیا کریں تو ہمیں بھی ضرور ملتے جایا کریں ؎

جان اور دل سے میرا یہ جو ارادہ
توفیق دے آپ ایسی کہ ہو پورا

خادم المسیح - بہادر چند

آرکاٹ امریکن مشن کا دورہ

نمبر ۵

محل۔ ہم لکھ آئے ہیں کہ آرکاٹ میں گذشتہ زمانہ کے کچھ آثار اب تک باقی ہیں۔ لیکن محل سرا ہی ایک نام کے جگہ ملیامیٹ سا کچھ نہیں ہے۔ نہ معلوم اس شہر کی جان پر کیا کیا صدمے گذر چکے ہیں۔ جن کے باعث اس قدیم شہر کے بد سے بدتر ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اور کوئی جگہ نشیب و فراز سے خالی نہیں ہے۔

ایک طرف بہت پرانی بوسیدہ چھت کے نیچے چاروں طرف بڑے بڑے سنگین ستون کھڑے ہیں۔ جنکی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شاہی محل کا دروازہ تھا۔ اس دروازے کے مشرقی پہلو پر ۲۰-۲۵ دوکانوں کا بازار ہے بسیار نام۔ برعکس نہند۔ تنگ و تاریک دوکانوں کی رونق ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں اس شہر کا جوبن بہار پر تھا۔ اور ہر طرف طوطی بول رہا تھا اُس وقت پٹھان لوگوں کی آمد و رفت سے یہ شہر کابلی گھوڑوں کی نامور منڈی بنا ہوا تھا۔ کابلی سوداگروں نے وسعت سے زیادہ پاؤں پھیلائے اور دکھنی عورتوں کے میل ملاپ سے اتنی اولاد پیدا کر لی۔ جو اس وقت محل اور اس کے گرد نواح کی زمین کی مالک بنی ہوئی ہے۔ وسط شہر کے نشیبی حصہ میں ایک بے ترتیب میدان ہے جس میں بڑے قد و قامت اور درازی عمر ببول کا جھاڑ ہے۔ نیچے گول اور اونچا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جس پر پٹھانوں کی بیکار اولاد دن بھر گپ شپ اڑاتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی زمین شہد و شیدائی کو تحویل کر رکھی ہے اور آدھا پونا حصہ جو ملتا ہے اسی پر گذارہ کرتے ہیں۔



غرض اسی پیپل کے جھاڑ کے نیچے ہم لوگ خیمہ زن تھے کھانے کے بعد چار بجے تک ہم کو فرصت تھی۔ صاحب لوگ تو آرام کے لئے لیٹ گئے اور میں ادھر اُدھر کی دیکھ بھال میں جا لگا۔ باورچی خانہ غسلخانہ سب کے تنبو لگے ہوئے تھے پیپل کا بلند چبوترا ہمارے دوستوں کے گانے بجانے کے ساز اور دیگر اسباب سے لدا ہوا تھا۔ اُن کے قریب ہی بڑی چھولداری میں چھ سات مناد بیٹھے تھے۔ یہ سب لوگ اسی علاقہ کے گاؤں گھیڑوں میں کام کرنے والے ہیں اور سکاڈر صاحب کے حکم سے آج اس جگہ جمع ہوئے ہیں میں سب کچھ دیکھ بھال کر واپس آ رہا تھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اس وقت پولوس رسول موٹے سوٹے کپڑے کا لمبا کُرتہ پہنے۔ چمڑے کا کمر بند۔ کاندھے پر کمبل ہاتھ میں لٹھ۔ سر اور ریش کے گھنے بکھرے ہوئے بال۔ پیشانی پر پسینہ کے قطرے پاپیادہ سفر سے بدن گرد آلودہ۔ یہاں آ جائیں اور مجھ سے دریافت کریں کہ تم کون لوگ ہو تو میں عرض کرونگا حضور آپ خیمہ میں تشریف لے جائیں وہاں ہمارے پادری صاحب آپ کو جواب دینگے۔ اور جب مقدس رسول پادری صاحب سے وہی سوال کرینگے کہ تم کون لوگ ہو تو پادری صاحب کہہ دینگے کہ انجیل کے مناد ہیں۔

تو اس وقت رسول خدا اپنی لکڑی سے کوئی کام نہ لیں بھی آپ تیز لفظوں میں صاف صاف سنا دینگے کہ تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ کیونکہ امیر لوگ محلوں میں رہتے ہیں۔ انجیل کی منادی ان مزدوروں کا کام ہے جو راستوں کی ٹھوکریں اور لوگوں کے دھکے دھوڑے کھاتے اور ذلیل کئے جاتے ہیں۔ جن کے بدن پر پھٹا پرانا کپڑا اور پیٹ بھر کھانا نہیں ملتا۔ دن کی دھوپ اور رات کی اوس اُنکا لباس ہے جب میں نے اپنے خیال میں بزرگ رسول کا یہ کلام سُنا تو میں تھرا گیا۔ اور مجھ کو اپنی زندگی سے نہایت گھن معلوم ہونے لگی اور اندر سے یہ آواز آئی کہ کاش میں بھی ان لوگوں میں ہوتا جن کی زندگی خدا کا کلام ہے۔

غرض چار بجے شام کو ہم لوگ خدا کی حمد و ثنا گاتے ہوئے بازار کو گئے۔ اور شام تک منادی ہوتی رہی اس جگہ کوئی مُلاں مولوی تو تھا نہیں جس سے بات چیت کرنے کا موقع ملتا۔ البتہ عوام الناس کی زبان سے وہی راگ سُنا جواب تک سُنتے آتے تھے۔ یعنے ایک بادشاہ مر گیا دوسرا آ گیا اور آخر اب حضرت محمد کا راج ہے ہفتہ کے دن صبح اور شام ادھر اُدھر کے گاؤں کے لوگوں میں خدا کا کلام سُنایا۔ کچھ کتابیں اور بہت سے پرچے تقسیم کئے۔ اتوار صبح کے ۸ بجے ہیں اور پادری دن سٹرم صاحب چتور کو واپس آئے۔ پادری سکاڈر صاحب اور ان کی پارٹی دلہن محل میں مقیم تھے کیونکہ وہاں اُن کو کچھ زیادہ کام کرنا منظور تھا۔

گیارہ بجے ہم چتور میں پہنچے اور دو بجے تک وہاں ٹھہرنا ہے امید ہے کہ اس عرصہ میں ہم چتور کے نامور مدرسہ کا نقشہ تیار کرینگے۔

بنے انسان ابن اللہ صداقت اسکو کہتے ہیں
کرے جو پاک عصیاں سے کرامت اسکو کہتے ہیں۔

طلوع ہو شمس صادق وہ جو مردوں کو جلا دیوے
ہو ایسی نور افشانی مرحمت اس کو کہتے ہیں

جھکیں شاہ و گدا دنیا کا ہر گوشہ ثنا خواں ہو
زباں پر ورد ہو تیرا بلاغت اسکو کہتے ہیں

گرا دے قطرہ قطرہ خوں مٹا دے موت کو مر کر
کرے جاں زندگی صدقہ عنایت اسکو کہتے ہیں

تقاضا عدل کا پورا کرے چڑھ کر صلیب اوپر
کفارہ جان کا دیوے شفاعت اسکو کہتے ہیں

مبارک وہ جو تجھ کو ڈھونڈ کر پا وے خداوندا
رہا محروم جو تجھ سے شقاوت اسکو کہتے ہیں

بہا یا خون عیسیٰ نے رواں ہے فیض کا چشمہ
رتیق اس میں غسل کر لو لطافت اسکو کہتے ہیں

سلہٹ ۲۵ اکتوبر سلہٹ ایم سی کالج کے طلبا نے گوہاٹی تک پیدل سفر کرنا شروع کر دیا ہے۔ سلہٹ اور گوہاٹی کے درمیان ۲۴۰ میل کا فاصلہ ہے۔ (رینڈے ماڑم)

ہندوستان کی نیشنل مشنری سوسائٹی

۱۴ نومبر ۱۹۲۶ء سوسائٹی کا سالانہ اتوار ہے۔ تمام کلیسیاؤں کے پاسٹر صاحبان سے نہایت عاجزی سے درخواست کی جاتی ہے کہ اُس روز ایک خاص وعظ سوسائٹی کے کام کے بارے میں کیا جائے اور اس روز کا چندہ بھی سوسائٹی ہذا کے کام کے لئے خزانچی صاحب کے نام ارسال فرمایا جائے۔ سوسائٹی آجکل آپ کی خاص عنایات کی محتاج ہے۔ ایڈیٹر۔

ہماری ذمہ داری "تم تمام دنیا میں جاؤ اور ہر فرد بشر کو انجیل کی بشارت دو۔"

مقصد اولین۔ ہندوستان اور ممالک ملحقہ کے اُن حصوں میں جہاں فی الحال بشارتی خدمت نہیں ہو رہی یہ خدمت اپنے ذمہ لینا اور کلیسیائے ہندوستان میں بشارتی ذمہ داری کے بوجھ کا احساس پیدا کرنا۔

شرائطِ شرکت۔ ہر ایک مسیحی جو سوسائٹی کے کام کے لئے دعا اور اُسکی ترقی کے لئے کوشش کرتا اور اُسکی مدد کے لئے چندہ دیتا ہو۔ اس کا ممبر سمجھا جاتا ہے۔

موجودہ کام کی وسعت۔ یہ سوسائٹی ہندوستان کے مندرجہ ذیل سات صوبہ جات میں مشنری خدمت انجام دے رہی ہے۔ پنجاب۔ اضلاع متحدہ بہار اور اڑیسہ بنگال بمبئی۔ مدراس۔ مقبوضاتِ نظام یعنی دکن ۲۷ مشنری اور سکریٹری۔ ۷ دیگر کارندے ۵ ہم مرکز ۲ بورڈنگ سکول ۳۳ پرائمری سکول یعنی ... ۷ ایک ہسپتال ڈاکٹر کا ایک ڈسپنسری۔ ایک ہائی سکول اور ہوسٹل۔ ایک چھاپہ خانہ بے معاوضہ کارندوں کی جو پراونشل اور شاخوں کے سکریٹریوں کی حیثیت میں اور دیگر رضاکاروں کی بھی جو بشارتی اور طبی خدمت سرانجام دے رہے ہیں ایک کثیر تعداد ہماری معاون کار ہے۔

ہماری آشرم۔ بنگال کی سینٹ انڈریوز مشن اور ٹراونکور اور کوچین۔ ڈایوسیس کی مشنری ایسوسی ایشن بھی اب سوسائٹی ہذا سے ملتی ہیں۔

خدمت زیر تجویز۔ (۱) تبت اور ریاست ہائے ہمالیہ میں زیر ہدایت سادھو سندر سنگھ بشارتی خدمت کا اجرا کرنا

(۲) اضلاع متحدہ میں ایک آشرم یا مدرسہ دستکاری کی بنا ڈالنا۔

کلیسیاؤں میں۔ دو آرگنائزنگ سکریٹری۔ دو دفتر کے سکریٹری۔ ایک جنرل سکریٹری۔ انگریزی۔ اُردو ملیالم۔ تامل۔ کناری اور تیلگو زبانوں میں چھ اخبارات ہیں اسکا سالانہ چندہ پچاس روپے سے کم آمدنی والوں سے عہ اور یکصد روپیہ آمدنی والوں سے عا۔ صاحبان استطاعت سے عہ۔ انوں کی توقع کی جاتی ہے کہ محض سالانہ کا چندہ مصارف طباعت کے بار کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ انگریزی اخبار نیشنل منسٹری ان ٹیل جنسر منیجر صاحب سے این۔ ایم۔ ایس آفس دیپری مدراس سے عہ سالانہ چندہ پر مل سکتا ہے۔ نمونے ہر دو رسالوں کے مفت۔

(قاصد مطبوعہ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

پنجاب کا قصباتی سینیٹری بورڈ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

حال میں قصباتی سینیٹری بورڈ پنجاب نے ایک اجلاس میں چند ایسی تجاویز پر غور و خوض کیا جو صوبہ میں حفظان صحت کی ترقی سے متعلق تھیں۔ بورڈ مذکور نے ابوہر کی آب رسانی کی سکیم کے لئے انتظامی منظوری دیدی۔ اس سکیم پر تخمینًا ۳۰۹۹۲۰ روپیہ صرف ہوگا جس میں سے ۱۵۴۹۶۰ روپیہ بورڈ نے امدادی عطیہ کے طور پر منظور کئے۔ اجلاس مذکور میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ گورنمنٹ سے سفارش کی جائے کہ وہ ضلع گوڑگانواں میں دیہاتی آب رسانی کی اصلاح کے متعلق دو تجاویز کے پورے خرچ کے لئے امدادی عطیہ منظور کرے۔ ان میں سے ایک تجویز تو موضع کرانہ میں آزمائشی طور پر کنواں کھودنے کے متعلق ہے اور دوسری موضع کیرالگو میں آب رسانی کے تالاب بنانے کے متعلق۔ ان تجاویز پر بالترتیب تخمینًا ۱۲۹۰ روپیہ اور ۸۴۲۰ روپیہ خرچ آئیگا۔ نیز فیصلہ کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ سے متصل علاقہ جہلم کی سکیم آب رسانی کے لئے جس پر تخمینًا ۲۴۸۰۴۳ روپیہ لاگت آئیگی۔ ۱۲۴۰۲۲ روپیہ کا امدادی عطیہ منظور کرنے کی سفارش کی جائے منٹگمری کی تجویز آب نکاس (ڈرینیج سکیم) کے متعلق انتظامی منظوری دی گئی۔ نیز حقیانکوٹ کی سکیم آب رسانی کے لئے جسکی تخمینی لاگت ۱۶۳۰۰۰ ہے انتظامی منظوری دی گئی۔ اور گورنمنٹ سے یہ سفارش کرنے کی قرارداد پاس کی گئی کہ ۱۲۲۵۰ روپیہ کا امدادی عطیہ جو اس کے مجموعی خرچ کا ۳/۴ ہو منظور کیا جائے۔ جگادھری کی ڈرینیج سکیم (آب نکاس کی سکیم) کا نصف خرچ امدادی عطیہ کے ذریعہ منظور کیا گیا۔ نیز بھلوال میں آب رسانی کی سکیم کے لئے ۳۱۳۰۰ روپیہ کا امدادی عطیہ منظور ہوا جس سے سکیم کے کل خرچ کا نصف ہوجائیگا۔ اجلاس مذکورہ میں یہ قرارداد پاس ہوئی کہ تورپور ضلع راولپنڈی میں رقبہ منڈی کی سکیم آب رسانی کے متعلق جس پر تخمینًا ۶۲۰۴۴ روپیہ خرچ آئیگا انتظامی منظوری دی جائے اور اس کے مجموعی خرچ کے لئے امدادی عطیہ مقرر کیا جائے۔ دیہات میں حفظان صحت کی ترقی کے سلسلہ میں یہ اہم فیصلہ کیا گیا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ گوڑگانواں کے لئے ۶۱۲۰ روپیہ دیہات میں کھاد کا ذخیرہ رکھنے کے [illegible] گڑھے بنانے کے واسطے منظور کیا جائے۔

امرتسر ۲۸ اکتوبر۔ جالندھر سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ رڑکا ضلع جالندھر میں ۲۶-۲۷ اکتوبر کی درمیانی رات کو ایک اور بم پھٹا جس سے ایک سنار کا بازو اڑ گیا۔ اس سنار کی خانہ تلاشی لی گئی اور اس کے مکان سے دو اور بم برآمد ہوئے۔ اس سنار کا [illegible] بچنت سنگھ کے مقدمہ میں بڑا ہاتھ تھا۔

(بندے ماترم)

جس طرح لاہور میں رام لیلا کے میلہ پر بم کا حادثہ واقع ہوا۔ اسی طرح جاوا میں ایک میلہ پر بم پھینکے گئے اور ایک نہیں یکے بعد دیگرے پانچ۔ کیا میلوں میں بم پھینکنے کی کوئی وسیع سازش ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ جاوا میں کچھ گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ اور لاہور میں اب تک ملزم یا ملزمان کا سراغ نہیں ملا۔ ۱۳ اکتوبر کو میلہ تھا کہ ایک بم ایک یوروپین اسٹوروں کے عقب میں گر کر پھٹا۔ اور ایک چینی زخمی ہوا۔ فورًا ۲۰۰ پولیسمین میلہ پر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دوسرا بم ناچ گھر کے متصل گرا۔ اور تیسرا ناچ گھر کے فرش پر پھٹا۔ ۶ یوروپین جن میں لیڈیاں تھیں۔ دوسرے اور تیسرے بم سے خفیف سے زخمی ہوئے۔ اور چوتھا بہت دیر کے بعد میلہ کے میدان کے شمال میں گرا۔ اور ایک عرب پھیری والا سخت زخمی ہوا۔ پانچواں بم ایک بائیسکوپ کے قریب پھینکا گیا کہ وہاں تماشہ ہوتا تھا۔ یہ آخری بم جو ایک دیسی ملازم چیانہ کی گود میں آکر گرا۔ نہ پھٹا۔ یہ چھوٹے ناریل کے مشابہ تھا۔ شروع میں یہ خیال کیا گیا کہ یہ چینی ایجیٹیٹروں کی کارروائی ہے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ دیسی کمیونسٹوں کی کارسازی ہے پولیس نے کئی آدمی گرفتار کئے ہیں جن میں سے ایک نے اقبال جرم کیا ہے اور بم جاننے والا ایک مدرس ہے اور اُس نے تمام ملزمان کے نام ظاہر کر دیئے ہیں۔ کاش کہ لاہور کے ملزمان بم کا بھی اسی طرح سراغ لگ سکے۔

(ر)

لنڈن ۲۰ اکتوبر۔ چونکہ سیارہ مریخ بمقابلہ دیگر اوقات کے آجکل کرہ ارض سے ۸۰ لاکھ میل زیادہ قریب ہے۔ اس لئے رصدگاہ گرینوچ سے ایک ایسی دوربین سے جو ہر شے کو ۵۰۰ گنا زیادہ دکھلاتی ہے اُسے دیکھا گیا۔ بعض سائنیسدانوں نے یہ خیال کرکے کہ مریخ کے لوگ ہمیں لاسلکی پیغام بھیج رہے ہونگے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن صرف ارضی شور و غل کے سوا مریخ کا کوئی پیغام سنائی نہ دیا۔ ایک شخص نے ایک پیغام گورنمنٹ مریخ کے نام روانہ کرنے کی غرض سے دیا جس کا محصول ۸ پنس فی لفظ کے حساب سے ادا کیا گیا۔ جو فاصلہ دراز کے جہازوں کے لئے معینہ شرح ہے۔ لیکن کوئی رسید مریخ سے نہ آئی۔

(ر)

حکومت پنجاب اپنے محکمہ تعلیم پر سالانہ ایک کروڑ ۵ لاکھ روپیہ صرف کرتی ہے۔ طلباء کا شمار دس لاکھ سے زائد ہے۔ (ر)

روح سے معمور زندگی

روح سے معمور ہونیکا حکم

(۳)

ناظرین نور افشان یہ خیال کوئی کبھی نہ کرے کہ یہ میری مرضی پر موقوف ہے کہ میں اپنے پیدائشی حق (روح القدس) کا دعویٰ کروں یا نہ کروں۔ اور یہ خیال کرنا کہ بیشک بعض آدمیوں کے لئے روح سے معمور ہونا بڑا مفید ہوتا ہے لیکن مجھے اس بخشش کے حاصل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اس خیال میں مبتلا ہونا سراسر غلطی ہے۔ اس بھاری غلطی کو معلوم کرنے کے لئے افسی ۵: ۱۸ کو پڑھئے۔ جس میں آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ صرف آپ کی مرضی پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ کلام الٰہی جسکا آپ یقین کرتے ہیں۔ ایسا ہی حکم ہے کہ روح سے معمور ہوتے جاؤ۔ اور یہ وہ حکم ہے۔ جسکی فرمانبرداری کرنا ہر ایک مسیحی کے لئے لازمی ہو۔ بہت سے مسیحی دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں جو اس بات سے بے بہرہ ہیں کہ روح القدس سے معمور ہونے کا حکم کلام الٰہی میں دیا گیا ہے۔ افسی ۵: ۱۸ میں دو حکموں کا ذکر ہے اول حکم شراب میں متوالے نہ بنو۔ دوم روح سے معمور ہوتے جاؤ۔ پولوس رسول افسی مسیحیوں کو ان ہر دو حکموں کی تابعداری کرنے کے لئے تاکید کرتا ہے۔ اور جس طرح رسول کے زمانے میں یہ دونوں حکم کلیسیاؤں کے لئے ضروری تھے اسی طرح اس زمانے کی تمام کلیسیاؤں کے لئے یہ حکم ضروری ہیں۔ شاید کسی کا یہ خیال ہو کہ اس آیت میں جو پہلا حکم دیا گیا ہے اگر اس پر عمل نہ کیا جائے تو در اصل بڑا گناہ ہوگا اور اگر دوسرے حکم کی تعمیل نہ کی جائے تو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ ناظرین میرے ناقص خیال میں اگر پہلا حکم توڑنے سے گناہ ہوتا ہے تو دوسرے حکم کا توڑنا بھی ویسا ہی گناہ ہے۔ اور اگر ہم ایک حکم کی تابعداری کرتے ہیں اور دوسرے کی نافرمانبرداری۔ تو ہم کلام الٰہی کے ماننے والے نہ ٹھہرے۔ ہمیں روح سے معمور ہونے کی صرف ہدایت ہی نہیں کی گئی۔ بلکہ حکم دیا گیا ہے کہ روح سے معمور ہوتے جاؤ +

پڑھنے والوں سے اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا شراب میں متوالا ہونا گناہ ہے تو غالباً جواب ہر ایک سے یہی ملیگا کہ شراب کو استعمال کرنا اور اس میں متوالا ہونا گناہ ہے۔ جب ہم اس حکم کو مانتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں تو وہ اس حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اگر یہ بھی سوال کیا جائے کہ کیا روح سے معمور ہونے کا حکم ماننا چاہئے تو جواب یہی ملیگا کہ ہاں ضرور ماننا چاہئے۔ فرض کیا کہ کوئی مسیحی ایسا بھی ہو جس کا یہ جواب ہو کہ میں اس کو نہیں مان سکتا ہوں تو وہ نافرمانبردار ہوگا اور خدا کے حکم کو توڑنے سے مجرم ٹھہریگا۔ اس لئے تمام مسیحیوں کا فرض ہے کہ وہ اس حکم کو مانیں اور اس کی تابعداری کریں اور روح سے معمور ہوتے جاویں۔ کیونکہ اسی انعام سے دلی پاکیزگی اور اطمینان ہے۔ اور اگرچہ مرد خدا کے واسطے اس دنیا فانی میں کتنی ہی تکلیفیں اور صعوبتیں کیوں نہ ہوں تو بھی وہ روح سے معمور ہو کر نہایت ہی دل میں شادمان رہتا ہے یہ خیال کرکے کہ اس دنیا کی تکلیفیں اور آزمائشیں چند روزہ ہیں اور بعد ازاں ہمیشہ کی زندگی کا تاج اسکو آسمان میں ملنے والا ہے۔ اس لئے ناظرین سے التماس ہے کہ آپ اس برکت کو حاصل کرنے کے لئے کلام الٰہی کے اس حکم کے تابعدار ہو جاویں اور پیشتر اس سے کہ اس برکت کو حاصل کیا جاوے اپنے گناہوں کا اقرار کرکے ان سے دلی توبہ کریں اور اس حکم کے فرمانبردار ہونے کے لئے گھٹنوں کے بل گریں۔ اور پھر یہ بخشش آپ ہی آپ آپ کے دل میں آئیگی۔ اور آپ کی زندگی روح سے معمور ہوگی +

خادم۔ ڈبلیو۔ ایم۔ عزرا ایا۔

لاہور ۲۷ اکتوبر۔ گورنر صاحب پنجاب کے حکم سے ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو پنجاب کونسل توڑ دی گئی ہے۔ یہ حکم ۲۷ اکتوبر کے سرکاری گزٹ میں بھی شائع ہو گیا ہے۔

(بندے ماترم)

مسیحیت کی تجدید

بقیہ

پادری ڈوبوا انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں تیس سال تک میسور میں کام کرتا رہا اور بالآخر نا امید ہو کر واپس یورپ کو چلا گیا۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اس کے زمانہ میں مدورا کے متعلق تیس ہزار مسیحی تھے۔ اور ان مسیحیوں کی روحانی حالت کا نہایت افسوسناک نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ٹیپو سلطان نے ساٹھ ہزار دیسی مسیحیوں کو قید کر لیا تھا۔ یہ دیسی مسیحی انجمن عیسوی کی تبلیغی مساعی کا پھل تھے۔ یہ مسیحی مقید ہو کر سرنگا پٹم میں ٹیپو کے حضور پیش کئے گئے۔ جس نے حکم صادر کیا کہ اگر وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں اور ختنہ کرالیں تو بہتر ورنہ ان کو عذاب دے کر جان سے مار دیا جائے۔ پادری ڈوبوا لکھتا ہے۔ ہائے شرم ہائے افسوس کیا مسیحی دنیا اس بات کا کبھی یقین کریگی۔ کہ ان ساٹھ ہزار شخصوں میں سے ایک بھی ثابت قدم نہ رہا۔ ایک شخص نے بھی دلیری سے اپنے ایمان کا اظہار نہ کیا اور اپنے منجی کی خاطر شہید نہ ہوا۔ سب کے سب یک لخت مرتد ہو کر مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے ایک میں بھی یہ کہنے کی ہمت نہ ہوئی کہ میں مسیحی ہوں اور میں مر جاؤنگا۔ لیکن اپنے دین سے نہ پھرونگا۔ مسیحیت کی تواریخ میں اس طرح کے عام اور خوفناک ارتداد کی کہیں نظیر نہیں ملتی"۔

خداوند مسیح نے فرمایا ہے کہ تم ان کے پھلوں سے انکو جان لوگے۔ ع

گندم از گندم بروید جو ز جو

انجمن عیسوی کے مبلغین دو صدیوں تک ان میں اشاعت کا کام کرتے رہے۔ اور ان کے تبلیغی طریقوں کا پھل ملا اور اُن کا یہ شرمناک انجام ہوا۔ فاعتبروا یا اولوالابصار۔

برکت اللہ

(نارووال)

حیدرآباد ریلوے سٹیشن سے چار ہزار روپیہ کی چوری

حیدرآباد سندھ ۱۶ اکتوبر- حیدرآباد کے ریلوے سٹیشن سے چار ہزار روپے کی چوری ہوگئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سٹیشن ماسٹر نے یہ رقم اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کے حوالے کی تھی جب جمعرات کی صبح کو اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر اس رقم کو نکال کر امپیریل بنک میں داخل کرنے کے لئے آیا تو دیکھا کہ وہ تینوں تھیلیاں جو چار ہزار روپے کی رقم پر مشتمل تھیں غائب ہیں۔ ریلوے پولیس تحقیقات میں مصروف ہے۔ بعض . . . پر شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کی جیب سے چابیاں نکال کر لے گئے اور یہ رقم چرالی۔

(زمیندار [illegible])

کلکتہ میں دسہرہ کے جلوس

کلکتہ ۱۰ اکتوبر- آج صبح سویرے جو تازہ ترین اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دات گنج کے علاقہ میں ایک جلوس باجے کے ساتھ ایک مسجد کے پاس ممنوعہ اوقات میں پہنچ گیا۔ چنانچہ پولیس نے باجے کو بند کرا دیا اور سارا جلوس سے کہا کہ یہاں سے خاموشی کے ساتھ گذر جاؤ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسجد کے پاس سے گذرتے وقت ایک ہندو نے چیخنا شروع کر دیا اور اس کے جواب میں مسجد کی چھت پر سے اینٹ کے ٹکڑے اور پتھر برسائے گئے۔ کچھ دیر تک یہی حال رہا۔ اور صورت حالات نازک ہونے لگی۔ اس وقت پولیس نے گولی چلائی جس سے سنگباری رک گئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس نے صرف سہ دفعہ فیر کئے ہیں اور بارہ آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔

آج صبح ایک اور افسوسناک حادثہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کل شام کو جگناتھ گھاٹ پر مورتیوں کو پانی میں غوطہ دینے کی رسم ادا کی جا رہی تھی اس وقت کنارے سے کچھ فاصلہ پر کشتیاں الٹ گئیں کہا جاتا ہے کہ تین بنگالی اور ۱۵ اوڑیہ کل لاپتہ ہیں۔ لوگوں نے یہ حال کنارے پر دیکھا اور دوسری کشتیوں نے کئی آدمیوں کی جانیں بچائیں۔

(ار)

آپ یہ سن کر ضرور خوش ہونگے

ہر بار — نیا اشتہار

کہ مندرجہ ذیل تین رسالے اس قدر مقبول ہو چکے ہیں کہ کئی بار ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ اب بھی ملک کے تمام صوبوں سے برابر ان کے آرڈر موصول ہو رہے ہیں اور الہ آباد کے ناگر جے۔ بی۔ ٹرکس صاحب نے ۵۰۰ فی ٹریکٹ خریدنے کا وعدہ کیا ہے اور ان کے علاوہ تقریباً چار۔ چار سو فی ٹریکٹ کے آرڈر یعنی کل ۹-۹ سو درج رجسٹر ہو چکے ہیں۔ چونکہ مطالبہ کے مطابق مساوی تعداد میں چھاپنے کا ارادہ ہے۔ لہذا آپ کو جس قدر درکار ہوں فوراً اطلاع دیں تاکہ چھپتے ہی آپ کو روانہ کر دئے جائیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ آپ کو افسوس کرنا پڑے۔

تینوں رسالے چھپ رہے ہیں آرڈر جلد بھیجیں۔

(۱) **میں کیوں مسیحی ہوگیا** مصنفہ سلطان المناظرین جناب مولوی پادری سلطان محمد خان صاحب فاضل عربی اس میں آپ نے ترک اسلام اور قبول مسیحیت کی وجہ بیان کی ہے نجات کے موضوع پر فیصلہ کن عالمانہ بحث ہے اور ایسی عجیب کہ ایک دفعہ پڑھنا شروع کریں پھر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا صفحہ ۵۰ - ۲ر دو آنہ۔

(۲) **ڈاکٹر کالیچرن چیٹرجی نے مسیحی دین قبول کیا** بنگال کے ایک ذات کلین برہمن کے ہندو دھرم کو چھوڑ کر عیسائی ہو جانے کے حالات صفحہ ۱۶ - ۶ پائی۔

(۳) **ایک عجیب پیشینگوئی** مسیحی دین کے ساری دنیا میں پھیل جانے کے مختصر حالات اور مسیح کی اس پیشینگوئی کی تکمیل کہ تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔ صفحہ ۱۶ - قیمت ۶ پائی

نوٹ: نئی کتب۔ رسائل اور ہینڈ بلوں کی فہرست بزبان انگریزی کارڈ لکھ کر منگوالیں مفت روانہ کی جاتی ہے۔

المشتہر **سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی**
انار کلی۔ لاہور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ ورنیکیولر پرائمری کی بھی جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین انکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ شرح خرچ خوراک ورنیکیولر سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بورڈ نے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں چرخ کشا ا عہ سے الے تک گردکو نول عہ سے عہ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر نیا ہو یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے۔ زود ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عمر۔

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیا بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۲ر محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر
ڈاکٹر ای۔ این۔ ادھیکاریہ
خورجہ ضلع بلند شہر۔

پادری۔ ٹی ڈی۔ بی۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا